بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

رودادِ اجتماع کراچی

منعقدہ ۱۰-۱۳ نومبر ۱۹۵۱ء

جماعت اسلامی پاکستان کا دوسرا کُل پاکستان اجتماع عام مرکزی مجلسِ شوریٰ کے فیصلہ کے مطابق ۱۰ تا ۱۳ نومبر ۱۹۵۱ء بروز ہفتہ، اتوار، پیر، منگل لکڑی گراؤنڈ، کراچی میں منعقد ہوا۔ چونکہ انہی دنوں صوبۂ سرحد میں انتخاباتِ عام کی جدوجہد ہو رہی تھی، اس لیے حلقۂ سرحد کے ارکانِ جماعت کو اس اجتماع میں شرکت سے مستثنیٰ کر دیا گیا تھا۔ نیز مشرقی پاکستان کے ارکانِ جماعت کو شرکت کی پابندی سے اس بنا پر مستثنیٰ کر دینا پڑا تھا کہ وہاں سے آمد و رفت کے مصارف اتنے زیادہ ہیں کہ ہر شخص ان کا متحمل نہیں ہو سکتا۔ البتہ وہاں سے صرف حلقۂ مشرقی پاکستان کے قیّم، مولانا عبدالرحیم صاحب تشریف لے آئے۔ ان دونوں علاقوں کو چھوڑ کر کراچی کے باہر سے تقریباً ایک ہزار کی تعداد میں ارکان اور متفقین اس اجتماع میں شریک ہوئے۔ ان سب کے قیام اور طعام کا انتظام جماعت کے زیرِ اہتمام اجتماع گاہ ہی میں کیا گیا تھا۔ اور اجتماع کے پورے ایام میں امیرِ جماعت سمیت تمام ارکان اور متفقین کا قیام مسلسل اجتماع کی خیام گاہ میں رہا۔

اجتماع کی کارروائی پروگرام کے مطابق ۱۰ نومبر مطابق ۹ صفر ۱۳۷۱ھ بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ٹھیک چھ بجے مولانا ابوالاعلیٰ صاحب مودودی امیر جماعت اسلامی پاکستان کی افتتاحی تقریر سے شروع ہوئی۔ چار دن میں کھلے اور خاص کل سات اجلاس منعقد ہوئے اور یہ اجتماع ۱۳ نومبر بروز منگل امیرِ جماعت کی طرف سے وداعی ہدایات پر ساڑھے آٹھ بجے رات بخیرو

خوبی ختم ہوا۔ اجتماع کے عام اجلاسوں میں حاضری کم وبیش پندرہ[۱۵] سے پینتیس[۳۵] ہزار تک رہی۔ اور خاص جماعتی کارروائیوں سے متعلق اجلاسوں میں تین چار سے چھ سات ہزار تک۔ خواتین کی تعداد کا اندازہ آٹھ نو سو سے لے کر ڈیڑھ پونے دو ہزار تک ہے۔ اجتماع گاہ اور اس کے محل وقوع کے لحاظ سے تو یہ حاضری غیر متوقع حد تک زیادہ تھی، لیکن شہر کراچی کے لحاظ سے یہ اس لیے کم ہے کہ:

(۱) لکڑی گراونڈ جہاں کراچی میں جماعت کو اجتماع منعقد کرنے کی اجازت ملی تھی، ایک بالکل ہی غیر معروف جگہ ہے، جس میں بجز جماعت اسلامی کے کبھی بھی کوئی قابلِ ذکر اجتماع نہیں ہوا۔ کراچی کے پرانے باشندوں، یا گراونڈ کے آس پاس رہنے والوں کے سوا بہت کم لوگ اس کے نام اور محلِ وقوع سے واقف ہیں۔

(۲) یہ گراونڈ شہر کی تعلیم یافتہ اور ذی شعور آبادی سے بہت کافی فاصلے پر واقع ہے۔ کوئی قابلِ ذکر ٹریفک بھی آس پاس سے نہیں گذرتی۔ یہاں تک کہ قریب ترین "بس روٹ" گلی در گلی راستوں سے بھی آدھ میل سے کم فاصلہ پر نہیں۔

(۳) حکومت نے جماعت اور اس کی تحریک سے ادنیٰ سی دلچسپی کا اظہار کرنے والے ملازمین کے خلاف بھی انگریزی دور کے ضوابطِ ملازمت کے تحت جو انضباطی کارروائیاں کی ہیں، انہوں نے حکومت سے خفیف سا تعلق رکھنے والے لوگوں کو بھی متوحش کر رکھا ہے۔

اجتماع کے مختلف اجلاسوں میں جو کارروائی ہوئی وہ درج ذیل ہے:

پہلا اجلاس | یہ اجلاس ۱۰ر نومبر بروز ہفتہ بعد نماز مغرب ۶ سے پونے دس بجے تک ہوا۔

اجلاس کا آغاز امیر جماعت اسلامی پاکستان مولانا سید ابوالاعلیٰ صاحب مودودی کی افتتاحی تقریر سے ہوا۔ اس تقریر میں مولانا نے موجودہ اہم بین الاقوامی اور ملک کے خارجی اور داخلی مسائل پر تبصرہ کرتے ہوئے ان کے متعلق جماعت اسلامی کے نقطۂ نظر اور جماعت کی پالیسی کو واضح کیا۔ اس کے بعد طفیل محمد، قیم جماعت اسلامی پاکستان نے یکم مئی ۱۹۴۹ء سے ۳۱ر اکتوبر ۱۹۵۱ء تک کے جماعتی کام کی رپورٹ پیش کی۔ اور تفصیل کے ساتھ بتایا کہ اس دوران میں جماعت کن کن

مراحل میں سے کس کس طرح سے گذری ہے، اس کے مختلف شعبوں نے کیا کام کیا ہے اور اس وقت جماعت کس حال میں اور کس مقام پر ہے۔

دوسرا اجلاس اجتماع کا دوسرا اجلاس ۱۱ نومبر بروز اتوار نو بجے صبح شروع ہوا۔ اس میں سب سے پہلے جناب ممتاز حسین صاحب رکن جماعت اسلامی شہر کراچی نے مولانا مسعود عالم صاحب ندوی معتمد دارالعروبہ کا مقالہ " برصغیر ہند و پاکستان میں اسلامی تحریک کی تاریخ " پڑھ کر سنایا۔ اس مختصر مقالہ میں مولانا نے ہندوستان میں اسلامی تحریک کی تاریخ کو اس خوبی کے ساتھ بیان کر دیا ہے کہ برصغیر ہند و پاکستان میں " اسلام " کی صدیوں کی تاریخ آدمی ایک نظر میں دیکھ لے سکتا ہے۔

اس کے بعد جناب فضل الرحمٰن نعیم صدیقی صاحب مدیر چراغِ راہ کراچی نے " اسلامی تحریک اور دوسری تحریکوں کے فرق " پر تقریر کی اور اس میں بتایا کہ دنیا میں اس وقت جو بڑی بڑی تحریکیں چل رہی ہیں، اُن میں اور اسلامی تحریک میں اصُول، فلسفہ اور نتائج کے لحاظ سے کیا فرق ہے۔

نعیم صاحب کی تقریر کے بعد پروگرام کے لحاظ سے مولانا امین احسن صاحب اصلاحی کی تقریر ہونی چاہیے تھی لیکن وقت کم ہونے کی وجہ سے یہ تقریر بعد کے اجلاس کے لیے موخر کر دی گئی اور اس کے بجائے سید نقی علی صاحب ناظم مرکزی مکتبہ جماعت اسلامی نے مولانا مسعود عالم صاحب ندوی کا دوسرا مقالہ " دنیائے اسلام کی موجودہ اسلامی تحریکیں " پڑھ کر سنایا۔ جس میں مولانا نے بتایا ہے کہ اس وقت مختلف مسلم ممالک میں احیائے اسلام کی جو کوششیں ہو رہی ہیں وہ کس نوعیت کی ہیں، اور ان سے پیش نظر مقصد کے حصول کی امیدیں کس حد تک وابستہ کی جا سکتی ہیں۔

تیسرا اجلاس اجتماع کا تیسرا اجلاس ۱۱ نومبر بروز اتوار ۶ بجے شام بعد نماز مغرب شروع ہوا۔ سب سے پہلے مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے " ہم اس ملک میں کیا تغیرات چاہتے ہیں، ہم کے

موضوع پر تقریر فرمائی جس میں اس امر کی وضاحت کرنے کے بعد کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ہم اسی ایک مضمون کا اعادہ بار بار کرتے رہتے ہیں اور اب پھر اس اجتماع میں اسے پبلک کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں، یہ بتایا کہ اسلامی نقطۂ نظر سے اس ملک کے دستور، قوانین، نظم و نسق، نظام تعلیم و تربیت معاشرت اور معیشت وغیرہ میں کیا کیا تغیرات ضروری ہیں۔ اس کے بعد امیر جماعت کی "اختتامی تقریر" ہوئی۔ اس تقریر میں انہوں نے پاکستان کی موجودہ خرابیوں کے تاریخی اسباب پر مفصل تبصرہ کیا اور پھر جماعت کے اصلاحی و تعمیری لائحۂ عمل کی تشریح کی۔ آخر میں امیر جماعت نے ان سوالات کے جوابات بھی دیے جو حاضرین کی طرف سے آئے تھے۔ اور یہ اجلاس دس بج کر بیس منٹ پر ختم ہوا[1]

چوتھا اجلاس | چوتھا اجلاس ۱۲ نومبر بروز پیر صبح آٹھ بجے شروع ہوا۔ اس اجلاس میں وہ تجاویز پیش ہوئیں جو مختلف جماعتوں اور ارکان کی طرف سے آئی تھیں۔ ان میں سے جو بروقت مرکز پہنچ گئی تھیں اُن کو تو مجلس شوریٰ نے مرتب کر کے اجتماع میں پیش کرنے کے لیے مختلف ارکان شوریٰ کے سپرد کر دیا تھا۔ اور جو بعد میں وصول ہوئی تھیں وہ ان کے مجوزین ہی کے سپرد کر دی گئیں کہ وہی ان کو پیش کر دیں۔

اجلاس کے آغاز میں امیر جماعت نے اس اجلاس کی کارروائی کے لیے حسب ذیل ضابطہ کا اعلان کیا:

(۱) پہلے مجوز اپنی تجویز کو پیش کرے گا اور اگر ضرورت ہوگی تو اس کی وضاحت و تائید کے لیے تقریر کرے گا۔

(۲) اس کے بعد جو ارکان جماعت تجویز کے موافق یا مخالف کچھ کہنا چاہیں وہ صدر اجتماع (امیر جماعت) کی اجازت سے اپنی رائے کو پیش کریں۔ لیکن مجوز کے سوا کوئی شخص بھی پانچ منٹ سے زیادہ لینے کی کوشش نہ کرے۔

(۳) بلا ضرورت اور بلا نہایت بحث جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جائے گی۔ بحث کے دوران میں امیر جماعت اس بات کا اندازہ کرتا رہے گا کہ آیا دونوں طرف کا نقطۂ نظر واضح ہو گیا

[1] واضح رہے کہ یہ تمام تقریریں اور مقالات اس روداد کے ساتھ علیحدہ درج کیے جا رہے ہیں۔

ہے یا نہیں۔ جہاں وہ یہ محسوس کرے گا کہ بحث بلا ضرورت طویل ہو رہی ہے تو وہ اسے بند کر دیگا۔

(۴) اگر کسی تجویز پر رائے شماری کی ضرورت پیش آئی تو یہ کام امراء حلقہ کے سپرد کیا جائیگا کہ وہ اپنے اپنے حلقوں کے ارکان کی آراء شمار کر کے بتائیں کہ ان کے حلقے کی کتنی آراء موافق ہیں اور کتنی مخالف۔ خواتین ارکان کی آراء کی اطلاع قیمہ حلقۂ خواتین بھیجیں گی۔

اس کے بعد تجاویز پر کارروائی شروع ہوئی جو درج ذیل ہے:-

تجویز ۱ بسلسلہ ترتیب دستور جماعت اسلامی پاکستان

یہ تجویز دراصل مجلس شوریٰ کی مرتب کی ہوئی تھی جسے مولانا امین احسن صاحب نے پیش کیا۔ ان کی تقریر کا مفادیہ تھا کہ مرکزی مجلس شوریٰ نے دستور جماعت کی ترتیب کے لیے اس سے پہلے جو یہ صورت تجویز کی تھی کہ دستوری سب کمیٹی مسودہ مرتب کر کے ارکان جماعت کے پاس بھیج دے اور پھر ارکان کی طرف سے آئی ہوئی ترمیمات پر اجتماع عام میں بحث کر کے دستور کو پاس کر دیا جائے، اب وہ اس لیے ناممکن العمل ہو گئی ہے کہ مسودہ دستور پر ارکان جماعت کی طرف سے اتنی زیادہ ترمیمات[1] آئی ہیں کہ ان کو اس اجلاس میں صرف پڑھ کر سنانے کے لیے کم از کم دو دن درکار ہوں گے۔ ترمیمات کے دو بھرے ہوئے رجسٹروں کو دیکھ کر آپ بآسانی اندازہ کر سکتے ہیں کہ ان پر یہاں اس چار سو ارکان کے ایوان میں بحث اور فیصلہ کرنے کے لیے کتنے ہفتے چاہئیں۔ اس بنا پر مجلس شوریٰ نے یہ تجویز کیا کہ دستور کے مسئلہ کو اس اجلاس عام کے سامنے پیش کرنے کے بجائے اس کی ترتیب کے لیے یہ صورت اختیار کی جائے:

(۱) ارکان جماعت بیس ارکان پر ایک نمائندہ کے حساب سے اپنے اندر سے ایک مجلس ترتیب دستور منتخب کر دیں اور

(۲) اس مجلس کو یہ اختیار دے دیں کہ وہ ان سب ترمیمات کو اور ان مزید ترمیمات کو بھی جو ارکان

---

[1] صرف مستقل ترمیمات ہی کی تعداد چھ سو سے زائد تھی اور ان کا سلسلہ دستور کی ایک ایک دفعہ پر بعض جگہ اٹھارہ اٹھارہ تک پہنچتا تھا نیز مسودہ دستور میں جو اضافے تجویز کیے گئے تھے ان کی تعداد اس کے علاوہ تھی۔

جماعت اس سلسلے میں اور بھیجنا چاہیں، سامنے رکھ کر جماعت کے لیے دستور بنائے۔

(۳) اس مجلس کا کوئی شخص بھی بر بنائے عہدہ رکن نہ ہو بلکہ سب کے سب ارکان کے بلا واسطہ منتخب کردہ ہوں۔

(۴) جن حلقوں میں ارکان کی تعداد بیس سے بھی کم ہو ان کو ایک ایک نشست بہر حال دے دی جائے۔ چنانچہ اس حساب کے مطابق مجلس کے کل ارکان کی تعداد ۳۴ ہو گی اور تنظیمی حلقوں پر ان کی تقسیم اس طرح ہو گی:۔

نام حلقہ	اس حلقہ میں ارکان کی کل تعداد	تعداد نشست بار مجلس ترتیب دستور	نام حلقہ	اس حلقہ میں ارکان کی کل تعداد	تعداد نشست بار مجلس ترتیب دستور
سندھ و کراچی	۹۱	۵	لائل پور	۸۶	۴
بلوچستان	۴	۱	ملتان	۹۶	۵
ریاست بہاولپور	۶۷	۳	راولپنڈی	۵۷	۳
لاہور	۸۸	۴	سرحد	۹۶	۵
گوجرانوالہ	۶۲	۳	مشرقی پاکستان	۱۲	۱

اس تجویز کی ایک ایک شق پر بحث ہوئی اور بعض ترمیمات بھی پیش ہوئیں اور رائے شماری کی ضرورت پیش آئی۔ آخر یہ تجویز حسب ذیل اضافے کے ساتھ قبول کر لی گئی:۔

"مجلس کے ارکان کی تعداد ۳۴ سے بڑھا کر ۳۹ کر دی جائے اور ان پانچ زائد ارکانِ مجلس کو پوری جماعت کے ارکان سے غیر علاقائی بنیاد پر منتخب کرایا جائے"

تجویز ۲ ۔ بسلسلۂ تنظیم متفقین جماعت اسلامی پاکستان

یہ تجویز بھی مجلس شوریٰ کی طرف سے تھی اور اسے چوہدری علی احمد خاں صاحب نے پیش کیا تجویز تھی:۔

"آئندہ ایک سال میں کوشش کی جائے کہ جماعت کے متفقین کی تعداد کم از کم بارہ ہزار تک پہنچ

جائے اور یہ تعداد جماعت کے مختلف تنظیمی حلقے حسب ذیل تناسب سے پوری کریں:-

حلقۂ لاہور	= دو ہزار	حلقۂ صوبہ سرحد	= پانچ سو
حلقۂ گوجرانوالہ	= دو ہزار	حلقۂ ریاست بہاولپور	= ایک ہزار
حلقۂ لائل پور	= دو ہزار	حلقۂ بلوچستان	= پچاس
حلقۂ ملتان	= دو ہزار	حلقۂ مشرقی پاکستان	= ایک سو
حلقۂ راولپنڈی	= ایک ہزار	حلقۂ سندھ و کراچی	= بقیہ ایک ہزار تین سو پچاس

اس تجویز کو واضح کرتے ہوئے چوہدری صاحب نے اس کے مقصد پر بھی روشنی ڈالی۔ اور اس کے بعد اس پر بھی بحث شروع ہوئی۔ بعض ارکان کی طرف سے یہ ترمیم پیش کی گئی کہ متفقین کی تعداد مقرر کرنے کے بجائے ہر حلقہ کے لیے بستیوں کی تعداد مقرر کر دی جائے جن تک دعوت پہنچانا لازم کر دیا جائے۔ لیکن حسب ذیل وضاحت کے بعد یہ تجویز اپنی اصل صورت میں بلا ترمیم پاس ہو گئی:-

"بارہ ہزار کی یہ تعداد مختلف تنظیمی حلقوں کے ذمہ دار حضرات کے مشورے سے اور حلقوں کے حالات کا جائزہ لینے کے بعد مقرر کی گئی ہے۔ اگرچہ مجلس کے نزدیک یہ تعداد کم از کم ہے جو ایک سال کے اندر پوری ہو جانی چاہیے لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں ہے کہ محض تعداد پوری کرنے کے لیے ایسے لوگوں کو متفقین میں بھرتی کر لیا جائے جو متفقین کے لیے مقررہ شرائط کو بالفعل نہ پورا کرتے ہوں۔ اس تعداد کے تعین کا بڑا مقصد یہ ہے کہ ہر حلقہ کے کارکنوں کے سامنے ایک واضح اور متعین ہدف موجود رہے جسے نگاہ میں رکھ کر وہ سال بھر تک کام کریں۔ سال کے بعد ہم پھر مل کر بیٹھیں گے اور اگر کسی حلقہ میں کارکن اس تعداد کو پورا نہ کر پائے ہوں گے تو غور کریں گے کہ آیا اس کی وجہ ہمارے کارکنوں کی کم کوشی ہے یا اس کے اسباب کوئی دوسرے ہیں۔ دوسرے اسباب ہوں گے تو ہم ان کا جائزہ لے کر دیکھیں گے کہ انہیں دور کرنے کے لیے کیا کچھ کیا جا سکتا ہے۔"

اس کے بعد یہ اجلاس سوا گیارہ بجے دوپہر برخاست ہو گیا۔

پانچواں اجلاس یہ اجلاس اسی روز (۱۲ نومبر) بعد نماز ظہر سوا دو بجے شروع ہوا۔ اس میں بقیہ تجاویز پیش ہوئیں جو درج ذیل ہیں:۔

تجویز نمبر ۳ - بسلسلۂ تحصیل و تقسیم زکوٰۃ۔

یہ تجویز بھی مجلس شوریٰ ہی کی طرف سے تھی اور اسے مولانا عبدالغفار حسن صاحب نے پیش کیا تجویز یہ تھی:

" ارکان جماعت سے زکوٰۃ کی باقاعدہ اور باضابطہ تحصیل کا انتظام کیا جائے۔ اس طرح سے وصول شدہ زکوٰۃ کا پچیس فیصدی حصہ مرکزی بیت المال میں بھیجا جایا کرے اور باقی پچھتر فیصدی مقامی ضلعی اور حلقہ کی ضروریات کے لیے رکھا جائے۔"

اس تجویز کی وضاحت کرتے ہوئے مولانا نے فرمایا کہ اگرچہ ارکان جماعت کے لیے پہلے بھی یہ لازم ہے کہ وہ اپنی زکوٰۃ اور عشر جماعت کے بیت المال میں داخل کریں لیکن اس کی تحصیل کا جماعت کی طرف سے کوئی باقاعدہ انتظام نہیں ہے۔ تجویز کا مقصد یہ ہے کہ وہ زکوٰۃ اور عشر کی تشخیص اور تحصیل کا باقاعدہ انتظام کرے۔ اس کی تشخیص اور ادائیگی کو ارکان پر چھوڑ دینا درست نہیں ہے۔

مختصر سی بحث کے بعد یہ تجویز بالاتفاق قبول کر لی گئی۔

تجویز ۴ - لٹریچر کی توسیع اشاعت اور مکتبوں کا قیام

یہ تجویز بھی مجلس شوریٰ کی طرف سے آئی تھی اور اسے مولانا صدرالدین صاحب (راولپنڈی) نے پیش کیا۔ تجویز یہ تھی:۔

" ایک سال کے اندر اندر ان تمام مقامات پر جماعت کے لٹریچر کے مکتبے یا ایجنسیاں قائم کر دی جائیں جہاں مختلف حلقوں کی رپورٹوں میں مکتبوں کی ضرورت ظاہر کی گئی ہے۔"

یہ تجویز بلابحث منظور کر لی گئی۔

تجویز نمبر ۵ - تربیت گاہوں کے قیام کے بارے میں

یہ تجویز بھی مجلسِ شوریٰ کی طرف سے تھی۔ اسے مولانا امین احسن صاحب اصلاحی نے پیش کیا۔

تجویز یہ تھی :-

"چونکہ ہر حلقہ میں الگ تربیت گاہ کے لیے موزوں مربّی (تربیت دینے والے) اور دوسری ضروریات مہیا کرنا مشکل ہو رہا ہے اور اسی وجہ سے مجلس شوریٰ کے فیصلہ کے باوجود بجز دو حلقوں کے کسی حلقہ میں بھی کوئی تربیت گاہ قائم نہیں ہو سکی اس لیے اب تجویز کیا جاتا ہے کہ ہر حلقہ میں الگ تربیت گاہ قائم کرنے کے بجائے حسب ذیل طریق پر صرف چار تربیت گاہیں قائم کی جائیں :-

۱۔ تربیت گاہ لاہور برائے حلقہ لاہور، گوجرانوالہ و لائل پور۔

۲۔ تربیت گاہ راولپنڈی برائے حلقہ راولپنڈی و حلقہ سرحد۔

۳۔ تربیت گاہ ملتان برائے حلقہ ملتان و حلقہ بہاولپور۔

۴۔ تربیت گاہ کراچی برائے حلقہ سندھ و کراچی و بلوچستان

لاہور، راولپنڈی اور کراچی کی تربیت گاہیں سال میں صرف ایک ایک ماہ کے لیے قائم کی جائیں۔ اور ان کے مربّی (مولانا) امین احسن (اصلاحی) اور مولانا عبدالغفار حسن صاحب ہوں اور ملتان کی تربیت گاہ کے مربّی مولانا عبدالحق صاحب (بہاول پور) اور مولانا معین الدین صاحب (ملتان) ہوں۔ تربیت کی مدت پندرہ دن رکھی جائے۔

یہ تجویز بغیر کسی بحث و تنقید کے قبول کر لی گئی۔

تجویز ۶ ۔ آسان زبان میں ایک ہفت روزہ رسالہ کا اجراء

یہ تجویز قاضی رحمت اللہ صاحب منڈی ہیرا سنگھ ضلع منٹگمری کی تھی اور انہوں نے خود ہی اسے پیش کیا۔ اس تجویز کا خلاصہ یہ تھا :-

"سوسائٹی کے کم پڑھے لکھے لوگوں اور بالخصوص دیہاتی عوام میں اسلامی فکر پھیلانے، انہیں اسلامی نظام کی ضرورت، اہمیت اور برکات سے روشناس کرنے اور اس طبقہ کے لوگوں

پرمشتمل حلقۂ متفقین کی ذہنی اور علمی تربیت کے لیے ضروری ہے کہ جماعت کے اہتمام میں ایک ایسا ہفت روزہ اخبار جاری کیا جائے جو زیادہ سے زیادہ سہل، سادہ اور عام فہم زبان میں ہو اور معمولی پڑھنے لکھنے لوگوں کے ذہنوں میں بھی اسلام اور اس کے تقاضوں کو اتارنے کی وہی قوت رکھتا ہو جو جماعت کے موجودہ لٹریچر میں اونچے تعلیم یافتہ لوگوں کے بارے میں پائی جاتی ہے،

جو اس طبقہ کے اپنے ماحول اور مسائل سے ان کی زبان میں اور ان کے نفسیات کے مطابق بحث کرے۔ مثلاً مالک و مزارع اور محنت اور سرمایہ کی کشمکش، طبقاتی نزاع، معاشی اور معاشرتی تفاوت، اس تفاوت سے پیدا شدہ اور خاندانی اور گروہی عصبیتیں، حکومت اور عوام کے معاملات اور ان کے باہم حقوق اور فرائض وغیرہ

جو ان کے سامنے موجودہ بگاڑ اور ان کے مصائب کا صحیح علاج پیش کرے۔ انہیں مختلف جگہ جماعتی کام کی رفتار، کارکنوں کے تجربات و مشاہدات، اور ضروری ہدایات سے آگاہ کرے جس میں ہفتہ بھر کی ضروری اور اہم ملکی اور غیر ملکی خبروں کا خلاصہ اور ان پر اسلامی نقطۂ نظر سے تبصرہ بھی ہو۔ نیز اس میں چند صفحات عورتوں اور بچوں کے لیے خاص ہوں۔"

اس تجویز کے بارے میں امیر جماعت نے فرمایا کہ جہاں تک مرکز کا تعلق ہے اس وقت وہ کوئی پرچہ جاری نہیں کر سکتا۔ ہاں اگر کوئی حلقہ اس کام کو اپنے ذمہ لے تو میں نہیں سمجھتا کہ اس سے کوئی اختلاف کرے گا۔ اس پر معلوم ہوا کہ حلقۂ لاہور کے سامنے اس طرح کے ایک رسالہ کی تجویز پہلے سے موجود ہے۔ چنانچہ طے ہوا کہ حلقۂ لاہور اس کام کو کرے اور دوسرے سب حلقوں کے لوگ اس سے اس کام میں تعاون کریں۔

اس کے بعد مولوی گلزار احمد صاحب قیم ضلع میانوالی نے ایک تجویز پیش کی لیکن تھوڑی بحث کے بعد انہوں نے اسے واپس لے لیا۔ لہٰذا اس کے ذکر کی کوئی ضرورت نہیں۔

سوالات اور جوابات

تجاویز کے بعد اُن سوالات کے جوابات دیے گئے جو بعض ارکان کی طرف سے اس لیے

آئے تھے کہ ان کا جواب بر سرِ اجلاس دیا جائے۔ یہ سوالات اور ان کے جوابات درج ذیل ہیں :-

سوال ۱: حاجی بشیر احمد صاحب رکن جماعت اسلامی شہر ملتان کو کس بنا پر جماعت سے علیٰحدہ کیا گیا ہے، درآنحالیکہ وہ خود ہی مستعفی ہو چکے تھے؟ (از جناب محمد شفیع صاحب گوجرانوالہ شہر)

جواب: اس کا جواب دیتے ہوئے قیم جماعت نے کہا کہ اول تو جب یہ تسلیم ہے کہ حاجی صاحب نے خود ہی استعفا دے دیا تھا تو پھر یہ پوچھنے کی ضرورت ہی کیا باقی رہ جاتی ہے کہ انہیں کس بنا پر جماعت سے علیٰحدہ کیا گیا۔ دوسرے یہ کہ حاجی صاحب خود اس اجتماع میں موجود ہیں۔ یہ ان سے معلوم کیا جا سکتا ہے کہ انہوں نے کس وجہ سے استعفا دیا تھا اور انہیں کس بنا پر جماعت سے الگ کیا گیا۔ اس طرح کے سوالات برسرِ عام پوچھنے اور ان کا جواب دینے کا نتیجہ اس کے سوا کچھ نہیں ہو سکتا کہ خواہ مخواہ شکایتیں اور بحثیں پیدا ہوں اور ان سے طرح طرح کے فتنے اٹھیں۔ کسی رکن کی علیٰحدگی کے وجوہ کو پبلک میں زیر بحث لانا ہم نے کبھی پسند نہیں کیا، اِلّا یہ کہ وہ خود اس کو پسند کریں۔

سوال ۲: اس مدت میں قیم جماعت اور امیر جماعت نے جماعت کے تنظیمی امور کی بہتری کے لیے کتنے اور کس کس علاقے کے دورے کیے؟ (جناب محمد اکرم قریشی صاحب اوکاڑہ)

جواب: قیم جماعت نے کہا کہ جہاں تک امیر جماعت کا تعلق ہے انہوں نے مئی ۱۹۵۵ء سے، جبکہ وہ جیل سے رہا ہوئے، اب تک اتنے دورے کیے ہیں کہ اس سے قبل انہوں نے کبھی اتنے دورے نہ کیے تھے۔ صوبہ پنجاب کے تین ضلعوں کو چھوڑ کر کوئی ضلع ایسا نہیں ہے جس کا انہوں نے دورہ نہ کیا ہو، بلکہ بعض ضلعوں میں وہ ایک سے زیادہ مرتبہ جا چکے ہیں۔ کراچی، سندھ، بلوچستان اور سرحد کا بھی وہ دورہ کر چکے ہیں۔ البتہ قیم جماعت نے بہت کم دورہ کیا ہے اور اس کی وجہ شعبۂ تنظیم میں کارکنوں کی کمی ہے۔ اب اسے دور کرنے کی کوشش کی جا رہی ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ قیم جماعت باقاعدہ دوروں کے لیے وقت نکال سکے گا۔

سوال ۳: جدید تنظیم سے پہلے ہمدردوں اور متفقین کی تعداد پاکستان بھر میں کیا تھی؟ (ایضاً)

جواب: یہ تعداد مرتب نہیں کی گئی۔ حلقوں کی رپورٹوں سے جمع کر کے ہی بتائی جا سکتی ہے۔

سوال ۴: کیا مرکزی شعبۂ تنظیم میں ضرورت کے لحاظ سے کافی کارکن ہیں؟ اگر نہیں تو کیا وجہ ہے کہ اس شعبہ کے کام کو دوسرے کاموں کی نسبت کم اہمیت دی جا رہی ہے؟ (ایضاً)

جواب: سوال کے پہلے حصہ کا جواب سوال نمبر ۲ کے جواب میں آ چکا ہے۔ شعبۂ تنظیم کے کارکنوں میں کمی کی وجہ یہ نہیں ہے کہ اسے دوسرے کسی شعبہ سے کم اہمیت دی جا رہی ہے۔ بلکہ اس کی وجہ جماعت کی مالی اور بعض دوسری مجبوریاں رہی ہیں۔ ان کو مل جل کر دور کیجیے۔ پھر انشاء اللہ کوئی شکایت نہ رہے گی۔

سوال ۵: مولانا عبداللہ صاحب جہانیہ کی رکنیت سے علحدگی کے وجوہات کیا ہیں؟ (ایضاً)

جواب: اس سوال کا جواب آپ خود مولانا ہی سے دریافت کریں۔ وہ اس اجتماع میں تشریف لائے ہوئے ہیں۔

سوال ۶: جماعتی کام کے متعلق بہت سی تجاویز بروقت عمل میں نہیں آتیں بلکہ ان کو عملی جامہ پہنانے میں غیر معمولی تاخیر بلکہ تساہل سے کام لیا جاتا ہے جس کی ایک واضح مثال دستور جدید کی تیاری ہے۔ (از حافظ غلام رسول صاحب میرپور خاص)

جواب: ان تجاویز کا حوالہ دینا چاہیے جن کو بروقت عملی جامہ نہ پہنانے کی شکایت ہے جہاں تک دستور کی ترتیب کا سوال ہے، اسے جماعت کے اجتماع عام ہی میں پیش کیا جا سکتا تھا۔ اور اجتماع عام کے اب تک منعقد نہ ہو سکنے کے وجوہ سب ارکان کو معلوم ہیں۔ ان کا کوئی تعلق ہمارے تساہل سے نہیں ہے۔ البتہ دستور کا مسودہ ارکان کو بھیجنے میں ضرور دیر ہوئی ہے اور اس کی وجہ مرکزی شعبۂ تنظیم میں کارکنوں کی غیر معمولی کمی ہے۔ پورے کام کو صرف دو آدمی چلا رہے ہیں اور یہ بھی اس طرح کہ شعبۂ استفسارات کی ساری ڈاک بھی اسی شعبہ کے ذمہ ہے۔

سوال ۷: جماعت کے بعض ذمہ دار حضرات کے بیانات اشخاص پرستی کی طرف لے جانے والے ہیں۔ مثلاً مدیر چراغ راہ کا مولانا امین احسن صاحب کے "تدبر قرآن" پر تبصرہ جس میں انہوں نے مولانا کے متعلق حد سے زیادہ تعریفی جملوں کا استعمال کیا ہے۔ نیز چوہدری عبدالغنی صاحب ضلع لاہور

کا اخبار کو زریں تاثراتِ تربیت گاہ کے سلسلے میں مولانا امین احسن صاحب کے بارے میں اظہارِ خیال۔ (ایضاً)

جواب: امیرِ جماعت نے اس کے جواب میں کہا کہ ارکانِ جماعت کی دو تہائی تعداد یہاں موجود ہے اور متفقین کی ایک کثیر تعداد بھی موجود ہے، وہ شہادت دے سکتے ہیں کہ جماعت میں ایسی کوئی عام بیماری نہیں پائی جاتی جسے اشخاص پرستی سے تعبیر کیا جا سکتا ہو۔ بلکہ اس جماعت کا طرزِ عمل اپنے گردوپیش کی سیاسی اور مذہبی جماعتوں کے بالکل برعکس ہے۔ نہ یہاں اپنے لیڈروں کے لیے کسی قسم کے القاب وخطابات استعمال کیے جاتے ہیں، نہ ان کے ناموں یا کارناموں کو اچھالا جاتا ہے، اور نہ ان کی تعظیم وتکریم ہی کا کوئی خاص اہتمام کیا جاتا ہے۔ اس حالت میں اگر اتفاقاً کسی شخص کا کوئی مستثنیٰ فعل آپ کو کھٹکے تو مناسب یہ ہے کہ آپ خود اسی شخص سے گفتگو یا مراسلت کریں اور اس کو اصلاح کی طرف توجہ دلائیں۔ ایسے انفرادی معاملات کو اجتماعِ عام میں زیرِ بحث لانا ٹھیک نہیں ہے، جب تک کہ فی الواقع ان معاملات کا کوئی عام اثر جماعت میں نہ پایا جائے۔

سوال ۵: بعض ارکانِ جماعت انگریزی بال بنوا رہے ہیں۔ ان میں سے بعض جماعت کے نمایاں عہدوں پر ممتاز ہیں۔ اہمیت رکھنے والی ذمہ داریوں کے متحمل ہیں۔ عوام اور دین دار طبقہ سے ان کا میل جول زیادہ ہے۔ ان حالات کی روشنی میں سوال یہ ہے کہ دین کو تمام گوشوں سمیت دنیا پر مسلط کرنے کی جدوجہد کرنے والے افراد گوشۂ حجامت میں کیوں دین قائم نہیں کرتے؟

(از حکیم محمد عبد اللہ صاحب ضلع سرگودھا)

جواب: اس سوال کا جواب بھی امیرِ جماعت نے دیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اپنی جماعت کے ارکان کو صرف منصوص احکام کی پیروی کا پابند کر سکتے ہیں، کسی مخصوص استنباط کی پیروی کا پابند نہیں کر سکتے۔ جس طرز کے بالوں کو آپ ناجائز کہہ رہے ہیں، اگر ان کے ناجائز ہونے پر آپ کے پاس کوئی نص ہو تو وہ ضرور میرے علم میں لائیں، میں اس کے اتباع کا حکم دوں گا۔ لیکن اگر اس عدمِ جواز کو آپ نے کسی نص سے مستنبط کیا ہے، تو اپنے استنباط کی پیروی کرنا آپ ہی پر لازم ہے، یا پھر

اُس پر جو آپ کے استنباط کو صحیح مان لے۔ دوسرا شخص جو اس نص کے معنی آپ کے لیے ہوئے معنی سے مختلف سمجھتا ہو، اور اپنے پاس اس کے لیے دلیل رکھتا ہو، اسے نہ آپ خود مطعون کرنے کا حق رکھتے ہیں، اور نہ مجھ سے یہ مطالبہ کر سکتے ہیں کہ میں آپ کے استنباط کو ایک قانون کی حیثیت سے جماعت میں نافذ کروں۔ آپ کو یاد رکھنا چاہیے کہ جن جزئی مسائل میں ایک سے زیادہ مسلک و مذہب ہونے کی خود شریعت میں گنجائش موجود ہے۔ ان کے بارے میں تشدد اور تنگ نظری برتنے کے نتائج اس اُمت کے حق میں بہت بُرے نکل چکے ہیں۔ اب آخر کب تک یہ سلسلہ جاری رکھا جائیگا؟

چھٹا اجلاس یہ اجلاس ۱۲ر نومبر کو بعد نماز مغرب طعام گاہ میں منعقد ہوا۔ یہ صرف ارکان جماعت کے لیے مخصوص تھا۔ اس کا اولین کام تنقید تھا اور اس کی غرض یہ تھی کہ جس رکن جماعت کو امیر جماعت سمیت جس کے خلاف بھی کوئی اعتراض یا شکایت ہو وہ اسے بیان کرے اور اس سے جواب لے تاکہ اس اجتماع سے سب لوگ بالکل صاف دل لے کر جائیں۔ سب سے پہلے امیر جماعت نے خود اپنے آپ کو پیش کیا کہ ان کی پالیسی پر یا ان کی ذات پر جس شخص کو جس حیثیت سے جو اعتراض یا شکایت ہو بلا تامل بیان کرے۔ اس کے بعد دوسرے لوگوں کے معاملات بھی زیر بحث آئے

اس اجلاس کے دوران میں صوبہ سرحد سے ایک تار ملا جو جماعت اسلامی صوبہ سرحد کے اُس تار کا مثنیٰ تھا جو خواجہ ناظم الدین صاحب وزیر اعظم پاکستان کو دیا گیا تھا۔ اس کا مضمون یہ تھا کہ آپ کے آزادانہ انتخابات کے وعدوں کے باوجود جماعت اسلامی کے دوسرے نامزد نمائندے ارباب نعمت اللہ خاں صاحب کو بھی گرفتار کر لیا گیا ہے۔ یہ تار سرحد کے کسی تار گھر سے نہیں بلکہ پنجاب کے شہر کیمبل پور سے دیا گیا تھا۔ اس پر کراچی پہنچنے کی تاریخ اور وقت کا اندراج نہیں تھا۔ البتہ یہ درج تھا کہ وہ کیمبل پور سے ۱۱ر نومبر کو دیا گیا۔ اس کی پشت پر حسب ذیل کارروائی انگریزی میں درج تھی:

اے۔ ایس۔ آئی / آر

برائے کرم احکام دیجیے کہ اس بارے میں کیا کیا جائے۔ (یعنی مکتوب الیہ کو تار پہنچا دیا

جائے یا نہیں) (دستخط)

سات بجے فون پر دریافت کیا گیا۔ حکم ملا کہ دس منٹ انتظار کیجیے۔

۷½ بجے فون کیا گیا۔ جواب ملا کہ روکے رکھیے اور خود تشریف لے گئے۔

۷¾ بجے تک انتظار کیا گیا۔ (دستخط)

۸ بجے پھر فون کیا گیا مگر کوئی جواب نہ ملا۔

——— عرض کیا گیا برائے کرم ہدایت دیجیے۔

جواب ملا۔ ہاں (دستخط)

اس طرح ۱۱ نومبر کا تار ۱۲ نومبر کو رات کے تقریباً ۹ بجے مکتوب الیہ کو ملا۔ اس میں گویا صوبۂ سرحد کے "آزاد انتخابات" کی پوری تاریخ بند تھی۔ اور یہ اس بات کا کھلا ثبوت تھا کہ برسرِ اقتدار سیاسی پارٹی اپنے جماعتی مفاد کے لیے سرکاری محکموں کو کس طرح استعمال کر رہی ہے۔

اس کے بعد اس اجلاس میں مرکزی بیت المال کی رپورٹ اور جماعت کا بجٹ بھی پیش ہوا جسے ارکانِ جماعت نے منظور کیا۔ یہ اجلاس رات کو دس بجے ختم ہوا۔

حلقہ وار اجتماعات | ۱۳ نومبر بروز منگل صبح اور بعد دوپہر مختلف حلقوں اور گروہوں نے اپنے اپنے الگ اجتماعات کیے تاکہ جماعت کے آئندہ پروگرام کے مطابق ہیں سے اپنے اپنے لیے کام کا نقشہ بنا کر روانہ ہوں۔ تعلیم، کسانوں اور مزدوروں کے کام سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں نے بھی باہم مل کر اپنے اپنے مسائل پر غور کیا۔

ساتواں اجلاس | اسی روز شام کے چھ بجے اس اجتماع کا آخری اجلاس منعقد ہوا جس میں امیر جماعت نے اپنی وداعی ہدایات ایک تقریر کی صورت میں ارشاد فرمائیں یہ تقریر سوا دو گھنٹے جاری رہی۔ اس کے بعد اجتماع ختم ہو گیا۔

نمائش | اس اجتماع کی خاص قابلِ ذکر چیزوں میں سے ایک "نمائش" بھی تھی جس میں نقشوں، چارٹوں اور کتبوں کے ذریعے سے جماعت کی موجودہ طاقت، کیفیت اور تنظیم کو، اس کی دعوت اور اس کی تاریخ کو اور ان مختلف مراحل کو جن سے جماعت اب تک گزری ہے دکھایا گیا تھا۔ اس کے علاوہ جماعت کے لٹریچر اور اس کے اپنے اور دوسرے ہم خیال رسائل اور اخبارات کی بھی نمائش کی گئی تھی۔ وہ تمام قابلِ ذکر لٹریچر بھی اس میں فراہم کیا گیا تھا جو تحریک اسلامی کے زیرِ اثر دوسرے دارالاشاعتوں اور مکتبوں نے شائع کیا ہے۔